© rasailojaraid.com

رسائل و مسائل

نظامِ شریعت میں غلاموں کی حیثیت

"میں آپ کے اس مطالبہ سے متفق ہوں کہ پاکستان میں شریعت کا نظام نافذ ہونا چاہیئے۔ اس باب میں دو ایک باتیں دریافت طلب ہیں جن کی وضاحت کے لئے یہ عریضہ ارسال خدمت ہے۔ امید کہ آپ جواب سے سرفراز فرمائینگے۔

(۱) سوال یہ ہے کہ کیا نظامِ شریعت میں جنگ کے قیدیوں کو غلام اور لونڈی بنانے کی اجازت ہوگی؟ کیا ان غلاموں اور لونڈیوں کو فروخت کرنے کا بھی حق حاصل ہوگا؟ کیا ان لونڈیوں سے بیویوں کے علاوہ تمتع جائز ہوگا اور اس پر تعداد کی کوئی قید نہ ہوگی؟

(۲) کیا اس نظامِ شریعت میں لونڈی و غلام کی خرید و فروخت (علاوہ ان لونڈی غلام کے جو جنگی قیدی ہوں) بھی پاکستان کے اندر جائز ہوگی جس طرح آجکل حجاز میں بردہ فروشی ہوتی ہے؟

جو سوالات آپ نے کئے ہیں اُن کا مختصر جواب تو ہاں اور نہیں کی شکل میں دیا جاسکتا ہے، لیکن اس سے آپ کی تسکین نہیں ہوگی، اس لئے میں ذرا تفصیل کے ساتھ آپ کو جواب دیتا ہوں۔

نظامِ شریعت میں جنگی قیدیوں کو لونڈی غلام بنانے کی اجازت ایسی حالت میں دی گئی ہے جبکہ وہ قوم یا ریاست، ہماری جنگ ہو، نہ تو قیدیوں کے تبادلے پر راضی ہو، نہ فدیہ لے کر ہمارے قیدی چھوڑے اور نہ فدیہ دے کر اپنے قیدی چھڑائے۔ آپ خود غور کریں تو سمجھ سکتے ہیں کہ اس صورت میں جو قیدی کسی حکومت کے پاس رہ جائیں وہ یا تو انہیں قتل کرے گی، یا انہیں عمر بھر اُس قسم کے "انسانی باڑوں" میں رکھے گی جنہیں آجکل (Concentvation Cam ps.) کہا جاتا ہے اور کسی قسم کے انسانی حقوق دیئے بغیر ان سے جبری محنت لیتی رہے گی۔ ظاہر ہے کہ یہ صورت زیادہ بے رحمانہ بھی ہے اور خود اُس ملک کیلئے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بھی زیادہ مفید نہیں ہے جس میں اس طرح کے قیدیوں کی ایک بڑی تعداد ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ایک خارجی عنصر کی حیثیت سے موجود رہے ۔ اسلام نے ایسے حالات کے لئے جو شکل اختیار کی ہے وہ یہ ہے کہ ان قیدیوں کو فرداً فرداً مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے اور ان کی ایک قانونی حیثیت مشخص کر دی جائے ۔ اس طرح جو انفرادی رابطہ ایک ایک قیدی کو ایک ایک مسلم خاندان سے پیدا ہوگا اس میں اس امر کا امکان زیادہ ہے کہ ان سے انسانیت اور شرافت کا برتاؤ ہو اور ان کا ایک اچھا خاصا حصہ بتدریج مسلمانوں کی سوسائٹی میں جذب ہو جائے ۔

جن مسلمانوں کو ایسے اسیران جنگ پر حقوق ملکیت حاصل ہوتے ہیں ۔ ان کے لئے شریعت نے یہ ضابطہ مقرر کیا ہے کہ اگر کوئی لونڈی یا غلام اپنے مالک سے درخواست کرے کہ میں محنت مزدوری کرکے اپنے فدیہ کی رقم فراہم کرنا چاہتا ہوں ، تو وہ اس کی درخواست کو رد کرنے کا حق نہیں رکھتا ۔ اسے از روئے قانون ایک خاص مدت تک کے لئے اس کو مہلت دینی ہوگی اور اس مدت میں اگر وہ اپنی فدیہ کی رقم ادا کردے تو اسے آزاد کر دینا پڑے گا ۔

اس قسم کے لونڈی غلاموں کو بیچنے کی اجازت دراصل اس معنی میں ہے کہ ایک شخص کو ان سے فدیہ وصول کرنے ، اور فدیہ وصول نہ ہونے تک ان سے خدمت لینے کا جو حق حاصل ہے اس کو وہ معاوضہ لے کر دوسرے شخص کی طرف منتقل کر دیتا ہے ۔ قانون میں یہ گنجائش جس مصلحت سے رکھی گئی ہے اس کو آپ پوری طرح اسی صورت میں سمجھ سکتے ہیں جبکہ کسی دشمن فوج کے سپاہی کو بطور قیدی رکھنے کا آپ کو اتفاق ہوا ہو ۔ فوجی سپاہی سے خدمت لینا کوئی آسان کام نہیں ہے اور اسی طرح دشمن قوم کی کسی عورت کو گھر میں رکھنا بھی کوئی کھیل نہیں ہے ۔ اگر کسی شخص کے لئے یہ گنجائش نہ چھوڑی جاتی کہ جس قیدی مرد یا عورت سے وہ عہدہ برآ نہ ہو سکے اس کے حقوق ملکیت کسی دوسرے کی طرف منتقل کردے تو یہ لوگ بلائے جان بن جاتے ۔

جنگ میں گرفتار ہونے والی عورتوں کے لئے (جب کہ نہ ان کا تبادلہ ہوا ہو نہ فدیہ کا معاملہ طے ہو سکے) اس سے بہتر حل اور کیا ہو سکتا ہے کہ جو عورت حکومت کی طرف سے جس شخص کی ملکیت میں دی جائے اس کے ساتھ اس شخص کو جنسی تعلقات قائم کرنے کا قانونی حق دے دیا جائے ۔ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو یہ عورتیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ملک میں بداخلاقی پھیلنے کا ایک مستقل ذریعہ بن جاتی ہے۔ شرعی حیثیت سے منکوحہ بیوی اور مملوکہ کنیز میں کوئی خاص فرق نہیں ہے بلکہ اس صورت میں تو خود حکومت باضابطہ طریقہ سے ایک عورت کو ایک مرد کے حوالے کرتی ہے۔ اس عورت کے ساتھ کسی دوسرے شخص کو جنسی تعلق رکھنے کا حق نہیں رہتا۔ جو اولاد اس سے ہو اس کا نسب اسی شخص سے ثابت ہوتا ہے اور وہ اپنے باپ کی اسی طرح جائز وارث ہوتی ہے جس طرح کسی آزاد بیوی کی اولاد۔ جس لونڈی سے اولاد ہو جائے اسے بیچنے کا مالک کو حق نہیں رہتا اور مالک کے مرنے کے بعد وہ خود بخود آزاد ہو جاتی ہے۔

لونڈیوں سے تمتع کے لئے تعداد کی قید اس لئے نہیں لگائی گئی کہ ان عورتوں کی تعداد کا کوئی تعین ممکن نہیں ہے جو کسی جنگ میں گرفتار ہو کر آ سکتی ہیں۔ بالفرض اگر ایسی عورتوں کی بہت بڑی تعداد جمع ہو جائے تو سوسائٹی میں انہیں کھپانے کی کیا تدبیر ہو سکتی ہے۔ اگر لونڈیوں سے تمتع کے لئے تعداد کا تعین پہلے ہی کر دیا گیا ہو؟ لیکن بعد کے زمانوں میں امراء اور رؤسا نے اس قانونی گنجائش کو جس طرح عیاشی کا حیلہ بنا لیا وہ ظاہر ہے کہ شریعت کے منشا کے بالکل خلاف تھا۔ کوئی رئیس اگر عیاشی کرنا چاہے اور قانون کے منشا کے خلاف قانون کی گنجائشوں سے فائدہ اٹھانے پر اتر آئے تو نکاح کا ضابطہ ہی کب اس کے لئے رکاوٹ بن سکتا ہے۔ وہ روز ایک نئی عورت سے نکاح کر سکتا ہے اور دوسرے دن اسے طلاق دے سکتا ہے۔

حجاز میں جو بردہ فروشی آجکل ہوتی ہے اس کی تفصیل مجھے نہیں معلوم۔ لیکن اصولی طور پر میں یہ عرض کر سکتا ہوں کہ جنگ کے سوا دوسرے طریقے سے آزاد انسانوں کو پکڑنا اور ان کی خرید و فروخت کرنا شریعت میں حرام ہے۔

نظام اسلامی کے قیام کی صحیح ترتیب

جن لوگوں سے پاکستان کے آئندہ نظام کے متعلق گفتگو ہوتی ہے وہ اکثر اس خیال کا اظہار کرتے ہیں کہ آپ اور دوسرے اہل علم اسلامی حکومت کا ایک دستور کیوں نہیں مرتب کرتے تاکہ اسے آئین ساز اسمبلی میں پیش کر کے منظور کرایا جائے۔ اس سوال سے صرف مجھ کو ہی نہیں دوسرے کارکنوں کو بھی اکثر و بیشتر سابقہ پیش آتا ہے۔ گو ہم اپنی حد تک لوگوں کو بات سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن ضرورت ہے کہ آپ اس سوال کا جواب ترجمان القرآن میں دیں تاکہ وہ بہت سی غلط فہمیاں

© rasailojaraid.com